

## جناب سیدہ فاطمہ الزہراء .ساتویں قسط

<"xml encoding="UTF-8?">

ہم گزشتہ ہفتہ حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا پر بات کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے تھے کہ وہ حجرے اور مسجد نبوی بننے کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے آئیں۔ اب آگے بڑھتے ہیں۔ ان (رض) کے تشریف لانے کے بعد چونکہ حضرت عائشہ (رض) جن کا عقد ہجرت سے پہلے ہو چکا تھا ان کی رخصتی بھی انجام پذیر ہو گئی تھی، مگر مورخین نے چونکہ یہ نہیں لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ (رض) اس کے بعد کہاں رہیں، یا ان (رض) کے لیئے کوئی علیحدہ حجرہ تعمیر ہواتھا، یا کسی کے ساتھ قیام پزیر تھیں؟

ہمارا خیال یہ ہے کہ وہ شروع سے چونکہ ام المومنین حضرت سودہ (رض) کے ساتھ تھیں لہذا یہاں آکر بھی انہیں کے حجرے میں رہتی رہی ہو نگے۔ چونکہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ وہ شعب ابی طالب میں رہنے کی وجہ سے مستقل روزے رکھنے لگی تھیں اور مصروفِ عبادت رہتی تھیں، پھر تمام عادات اور اطوار بھی وہی اختیار کر لیئے تھے جو حضور (ص) کے تھے۔

لہذا حضور (ص) کی طرح پیوند لگے کپڑے زیب تن کر تیاور جو روکھی سو کبھی مل جا تی تو تناول فرمالیں ورنہ بھو کی ہی سو جا تیں۔ چونکہ یہاں ان کی اپنی زندگی نہ تھی، لہذا بقیہ سخاوت وغیرہ جیسے جو ہر تو ان کے بعد میں جاکر کھلے، جبکہ یہ جو ہر بھی ان (رض) میں اپنے والد (ص) اور والدہ (رض) طرح بدرجہ اتم موجود تھے۔ مورخین نے ان کے لباس کے بارے میں البتہ کچھ واقعات لکھیں جو کہ ہدیہ ناظرین کر رہے ہیں۔ جو اس پر شک ظاہر کرتے ہیں ان کے لیئے کوئی ذریعہ ہمارے پاس نہیں ہے کہ ہم انہیں مطمئن کر سکیں، سوائے اس کہ، حضور (ص) بہت سی باتوں میں دوسرے انبیاء کرام (ع) پر فضیلت رکھتے تھے، جس کا اظہار بار بار قرآن اور احادیث میں آیا ہے۔ لہذا جو سورہ البقرہ کی اس آیت کو زیر بحث لاتے ہیں کہ لا نفرق بین احد۔۔۔۔۔ اس کے بارے میں مفسرین کا خیال ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تعلیمات کے اعتبار سے تمام انبیاء کرام (ع) ایک تھے لہذا ان میں سے کسی کو ماننا اور کسی کو نہ ماننا منع ہے۔ جیسے کہ بعض گزشتہ قومیں کچھ کو مانتی ہیں کچھ کو نہیں مانتی؟ ورنہ متعدد احادیث موجود ہیں کہ حضور (ص) نے فرمایا کہ خدیجہ (رض) یہ جبرئیل (ع) ہیں اور تمہیں سلام کہہ رہے ہیں یا اللہ نے تم کو سلام کہا۔ جبکہ کسی دوسری نبی (ع) کی بیوی پر سلام کا ذکر کم از کم ہمیں قرآن میں نہیں ملا؟۔ اس سے جو بات میں ثابت کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ حضور (ص) کے گھرانے کے ساتھ اللہ کا برتاؤ قطعی مختلف تھا۔ کیونکہ وہ سب کے سب کردار کی بنا پر اللہ کی نظر میں برگزیدہ تھے۔ لہذا اگر ان کے ساتھ کہیں کوئی خصوصی برتاؤ ہوا ہے، تو اس میں نہ ماننے کی کیا بات ہے؟ چونکہ میری ذمہ داری بطور مورخ یہ ہے کہ ایمانداری سے جو کچھ جہاں سے مجھے ملے میں نقل کر دوں لہذا مجھے لباس کے سلسلہ میں دو واقعات ان کی شادی سے پہلے کے ملے ہیں، میں ان کو ہدیہ ناظرین کر رہا ہوں۔

دو عیدوں کے حکم سے پہلے عرب میں بہت سے تیو ہار اور میلوں کا رواج تھا اور بعض میلے صرف خواتین کے لیئے مخصوص ہوتے تھے، ایسا ہی کوئی اجتماع تھا، جس میں انصار اور مہاجرین کی خواتین دونوں کو جمع ہونا تھا۔ لہذا وہ چاہتی تھیں کہ جگر گوشہ رسول (ص) بھی اس میں شرکت فرمائیں مگر ان کی تربیت کچھ اس طرح ہوئی تھی کہ وہ کسی قسم کے میلے ٹھیلوں اور کھیل تماشوں کو پسند ہی نہیں کرتی تھیں۔ یہ ہی

وجہ ہے کہ بچپن سے لیکر جوانی تک کہیں ذکر نہیں ملتا کہ انہوں (رض) نے کہیں کھیل تما شے میں حصہ لیا ہوا دیکھا ہو؟ میرے خیال میں اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ زیادہ تر وقت عبادت میں صرف کرنا چاہتی تھیں، جیسے کہ ایک جگہ حضرت امام حسین (ع) نے فرمایا کہ ہمارے والدہ محترمہ (رض) دن و رات کا زیادہ حصہ عبادت میں گزارتی تھیں۔ لیکن آگے چل کر جو ایک کرامت کا ذکر ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان (رض) کے پاس مناسب کپڑے بھی نہ تھے کیونکہ انکا لباس اپنے والد محترم (ص) کی طرح پیوند لگا ہوا تھا۔

مگر حضور (ص) نے ان کا تامل دیکھا تو زور دیا کہ تمہیں جانا چاہیئے کیونکہ ہمارا شیوہ کسی کی دلشکنی نہیں ہے۔ آپ نے حکم سنا اور تشریف لے گئیں مگر جب واپس آئیں تو کچھ زیادہ خوش نہ تھیں، اس پر حضور (ص) نے بجا ئے ان سے وجہ پوچھنے فرمایا کہ وہاں سے کسی خاتون کو بلا لاؤ تاکہ وجہ معلوم ہو سکے؟

ایسی ایک خاتون دربار رسالت میں حاضر ہوئیں۔ تب حضور (ص) نے پوچھا کہ تمہارا اجتماع کیسا رہا تو انہوں نے فرمایا کہ سب کی نظریں حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا پر مرکوز رہیں کیونکہ وہ جو لباس فاخر پہنے ہوئے تھیں اس سے نور کی شاعیں پھوٹ رہی تھیں۔ تمام خواتین انہیں حیرت سے دیکھ رہی تھیں کہ ایسے کپڑے کبھی پہلے نہیں دیکھے تھے، یہ کہاں سے آئے؟ یہ سن کر حضرت فاطمہ (رض) بھی اپنے حجرے سے باہر نکل آئیں اور فرما نے لگیں کہ مجھے کچھ بھی تبدیلی نظر نہیں آئی اور میں یہ ہی کپڑے پہن کر گئی تھی جو اس وقت پہنے ہوئے؟ حضور (ص) نے فرمایا کہ بیٹی (رض) تجھے ان کپڑوں نے زیبا ئش نہیں دی تھی، بلکہ ان کپڑوں کو اللہ نے زیبا ئش عطا کر دی تھی کیونکہ (رض) تو انہیں زیب تن کیئے ہوئے تھی۔

یہ تھا مومنات میں ان کا جانا کہ وہ کیسے بھی کپڑے پہنے ہوتیں وہ ان کے لیئے قابل احترام تھیں؟ مگر ایک ایسا ہی دوسرا واقعہ صرف ان کو تنگ کر نے لیئے غیر مسلم خواتین کا بھی ملتا ہے کہ انہوں نے سوچا کہ ہم ان کو بلا ئیں اور جب وہ پیوند لگے ہوئے کپڑوں کے ساتھ تشریف لائیں تو ہم ان کا مضحکہ اڑائیں۔ لیکن تمام عزتیں اور ذلتیں اللہ سبحانہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ان کو پھر وہی نوری لباس عطا فرمادیا اور ان کو خود خفت اٹھانی پڑی کہ انہوں نے انتہائی مالدار ہونے باوجود ایسا لباس کبھی دیکھا بھی نہ تھا۔ اس قسم کے واقعات اور بھی بہت سے ہیں مگر وہ ان (رض) کی حضرت علی کرم اللہ وجہ سے شادی کے بعد کے ہیں، جب انہوں (رض) نے اپنی ازدواجی زندگی شروع کی، تب ان (رض) کی تمام صفات اور فضائل کھل کر سامنے آئے کیونکہ جس طرح حضور (ص) کو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے مردوں میں اکمل کر کے دنیا کے سامنے ایک نمونہ کے طور پر پیش کیا تھا۔ اسی طرح خواتین میں حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو خواتین کے لیئے مثالی بنا نا تھا اور دنیا کے سامنے پیش کرنا تھا تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے ہم صنفِ نازک ہیں ہم یہ کام کیسے کر سکتے ہیں۔ اس پر تمام مورخین متفق ہیں کہ وہ حضور (ص) کی چال ڈھال اور تمام خصائل میں ان (ص) کا پر تو تھیں۔

لہذا انہوں (رض) نے اپنے والدین کی بے مثال خدمت کر کے خود کو بے مثال بیٹی تو دنیا کے سامنے ثابت کر دیا تھا، مگر ابھی انکو خود کو ایک، بہترین بیوی، بہترین ماں، اور ان تمام ذمہ داریوں کے ساتھ بھی خود کو بہترین مومنہ بھی دوبارہ ثابت کرنا تھا اور اس حیثیت میں بھی امت کے سامنے مزید مثالیں پیش کرنا تھیں تاکہ جو خواتین ان کا اتباع کرنا چاہیں، وہ خود کو ایک مومنہ کے معیار پر لا سکیں۔ کیونکہ ہر بندے کو معیار حاصل کرنے کے لیئے آئینہ ضروری ہے۔ لہذا وہ خواتین کے لیئے آئینہ تھیں۔ جس طرح حضور (ص) مردوں کے لیئے آئینہ تھے۔

غزوہ بدر میں کامیابی کے بعد حضور (ص) اور مسلمانوں کو جب تھوڑا چین نصیب ہوا، کیونکہ اب کفر کا زور ٹوٹ

چکا تھا لہذا جن لوگوں نے اپنے گھر نہیں بسائے تھے انہیں اب فکر دامن گیر ہوئی کہ گھر بسائیں، اور جنکی بیٹیاں جوان تھیں انہیں بھی یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ بیٹیاں پرائے گھر میں ہی اچھی لگتی ہیں؟ اب چونکہ جگر گوشہ رسول (ص) جناب سیدہ بتول سلام اللہ علیہا کی زندگی مکی زندگی نہ تھی، جہاں کہ کفار نے اس گھرانے کو معتبوب قرار دے رکھا تھا اور رشتہ ناتے بند کر رکھے تھے۔ اب وہ خود معتبوب ہو چکے تھے۔ اللہ نے اپنے وعدے کے مطابق کفار کو ذلیل کر دیا تھا۔ لہذا جگر گوشہ رسول (ص) کے لیئے رشتوں کی بھر مار تھی، مگر حضور (ص) ہر کام اللہ کی مرضی کے مطابق فرماتے تھے لہذا حکم کے منتظر تھے، سب کو یہ فرما کر منع کرتے رہے کہ جو اللہ کی مرضی ہو گی وہی میں کرونگا؟

کیونکہ ان (رض) کے لیئے شوہر بھی اسی معیار کا ہونا چاہیئے تھا جو حضور (ص) کا پرتو ہو۔ وہ نگاہ میں تو تھا، مگر اس کی فطری حیا اسے زبان کھولنے پر شاید اس لیئے مانع تھی، کہ ہر کام کے لیئے ایک وقت معین ہے اور ہر وقت کے لیئے کام۔ وہ وقت بھی آپہونچا۔ یہاں پھر مورخین میں اختلاف ہے، کچھ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر (رض) نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مشورہ دیا کہ تم (رض) کیوں نہیں حضور (ص) سے حضرت فاطمہ (رض) کے لیئے سوال کرتے، دوسرا گروہ کہتا ہے کہ نہیں ان (رض) کے اہل خاندان نے یہ مشورہ دیا۔ (باقی آئندہ)